OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0053, PP: 185-196

لے پالک بچوں کا نسب اور دیگر احکام: ایک شرعی جائزہ

Pedigree of adopted children and other commandment, A legal analysis

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Abdul Naseer
Lecturer in Islamic studies University of Malakand Lower Dir
Email: abdulnaseer3498@gmail.com

Maqsood ur Rehman
Lecturer in Islamic studies University of Malakand Lower Dir
Email: maqsood212986@gmal.com

Abstract

To have children is one of the numerous blessing of Allah. Its value lies in the fact that the prophets have also aspired for children through invocation. The greatest divine policy behind this blessing is that Allah bestow someone with a son other with a daughter, some are blessed only with daughter, other with son yetis some are rendered childless, that is to have no children just because of the greatest divine power. under this paramount power some people are not blessed with of children. despite the worldly falsifies man is helpless and worried. A young married couple visit their doctor if they are not blessed with the valuable gift of children. They complaint against their ill -luck and ask other to pray on their behalf. When such people become extremely disappointed for haring no children are dander careless by their doctor. they become helpless and therefore seek for something to ensile them. They strive for the children and adopted other children, like that of sisters, brothers and other close relatives some time they offer their expenditures to keep the children of their close friends. They do so to make those children as their heirs under their protection. Sometime they try to get the children of the affected families. On some occasion, they visit the Edhi centers and welfare organization to deserve the heirless children to provide them proper maintenance. Such a child is called "Mutabanni and the person adopts it is called "Tabanni, in Urdu it is called "بچہ گود لینا".

The important point is about the legal status of such adopted child other related question about their heritage matrimony modesty and will making. It is research oriented subject. Therefore, such related issue is being discussed here for the convenience sake
***Key words:** commandment about adopting child, Family background of the adopted child, Modesty on behalf of adopted child, heritage issue on behalf of adopted Order to be entitled to inheritance.*

تمہید:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان میں جتنی بے شمار نعمتیں پیدا فرمائی ہیں۔ان سب کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف بنی آدم کو راحت اور فائدہ پہنچانا ہے۔اسی بات کا احسان جتلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾[1]

یعنی "اللہ وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لئے پیدا کیا"۔

ابن ابی حاتمؒ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كرامة من الله، ونعمة لابن آدم.[2]

کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی آدم کے لئے اعزاز اور نعمت کے طور پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ان بے شمار نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت " اولاد کا ہونا" ہے۔اس نعمتِ کبریٰ کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی دعائیں مانگ مانگ کر اللہ تعالیٰ سے بچوں کو طلب کیا چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قرآن کریم میں ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے: "یہ تذکرہ ہے اس رحمت کا جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ آواز سے پکارا تھا۔انہوں نے کہا تھا کہ: اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں، اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے، اور میرے پروردگار! میں آپ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں ہوا۔اور مجھے اپنے بعد اپنے چچازاد بھائیوں کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔اور میری بیوی بانجھ ہے، لہٰذا آپ خاص اپنے پاس سے مجھے ایک ایسا وارث عطا کردیجیے۔جو میرا بھی وارث ہو، اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے بھی میراث پائے۔اور یارب! اسے ایسا بنایے جو خود آپ کا پسندیدہ ہو"۔[3]

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی خوشخبری دینے کے لئے فرشتوں کو انسانی شکل میں بھیجا، تو اس کی عمر رسیدہ زوجہ محترمہ بیٹے کی بشارت سن کر فرط جذبات اور بے پناہ خوشی سے ہنس پڑیں۔ سورت ہود میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اور ہمارے فرشتے (انسانی شکل میں) ابراہیم کے پاس (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری لے کر آئے۔[4] اور ابراہیم کی بیوی کھڑی ہوئی تھیں، وہ ہنس پڑیں، تو ہم نے انہیں (دوبارہ) اسحاق کی، اور اسحاق کے بعد یعقوب کی پیدائش کی خوشخبری دی۔[5]

اس نعمتِ عظمیٰ کی تقسیم کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا علم و حکمت سے بھرپور دستور یہ چلا آرہا ہے کہ یہ نعمت کسی کو بیٹے اور بیٹی دونوں کی شکل میں دیتا ہے، تو کسی کو صرف بیٹوں سے نوازتے ہیں، اور کسی کو صرف بیٹیوں کی رحمت سے مالا مال فرماتے ہیں اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ جس کو چاہے تو بانجھ بنا کر اس نعمت سے اپنے علم اور قدرت کے مطابق محروم کردیتے ہیں، چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ

اِنَاثًا ۚ وَيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ ۞ ﴾[6]

ترجمہ: "سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک"۔

حصول اولاد کے لئے بے چینی:

اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ اسی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کسی کو اپنا پنی حکمت کے تحت اولاد سے محروم کردیتے ہیں تب دنیا کی جملہ نعمتوں اور آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان نہایت پریشان اور سر گرداں ہو جاتا ہے۔ شادی شدہ جوڑے سال دو سال میں اودلاد نہ ملنے کی صورت میں بے چین ہو کر ڈاکٹروں اور حکیموں کے چکر کاٹتے ہیں، نذریں مانتے ہیں اور ہر کسی کے سامنے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواستیں کرتے پھرتے ہیں۔ اولاد کی چاہت شریعت میں کوئی منع بھی نہیں، بلکہ اولاد کا ہونا مطلوب ہے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عن معقل بن يسار، قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: إني أصبت امرأة ذات حسب ومنصب، إلا أنها لا تلد، أفأتزوجها؟ فنهاه، ثم أتاه الثانية، فنهاه، ثم أتاه الثالثة، فنهاه، فقال: "تزوجوا الولود الودود، فإني مكاثر بكم"۔[7]

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو ایک حسب و نسب والی خاتون ملی ہے لیکن وہ عورت بانجھ ہے (یعنی اس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے) کیا میں اس سے نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کرنے کو منع فرما دیا پھر دوسرے اور تیسرے مرتبہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے منع کیا اور فرمایا کہ تم ایسی خواتین سے نکاح کرو کہ جو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں اور مرد (یعنی شوہر سے) محبت کرنے والی ہوں اس لئے کہ میں تم سے امت کو بڑھاؤں گا۔ (یعنی قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلمکے اضافہ پر فخر کروں گا)۔

اسی طرح ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سوداء ولود خير من حسناء لا تلد، إني مكاثر بكم الأمم"۔[8]

کہ زیادہ بچے جننے والی کالی عورت اس خوبصورت عورت سے بہتر ہے جو بانجھ ہو، میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر کثرت پانا چاہتا ہوں۔

علامہ زمخشریؒ نے عربی زبان کا مقولہ ذکر کیا ہے:

وسوداء ولود خير من حسناء عقيم ۔[9]

کہ زیادہ بچے جننے والی قبیح اور بدشکل عورت، خوبصورت بانجھ عورت سے بہتر ہے۔

اس لئے اولاد چاہنے والے جب ہر قسم کی تگ ودو کرنے کے باوجود مایوس ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر حضرات ان کو لاعلاج قرار دیتے ہیں اور کوئی بھی راستہ ان کے پاس نہیں بچتا تو ایسی صورت حال میں دل کو تسلی دینے اور اپنے آپ کو مصروف و مشغول رکھنے کے لئے کسی بھی طریقہ سے کہیں نہ کہیں سے اولاد تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نو مولود بچوں کو گود لیتے ہیں، بعض اوقات تو قریبی رشتہ داروں مثلاً بہن، بھائی، سالہ، سالی وغیرہ سے لیتے ہیں، اور کبھی دوست واحباب کو بچہ دینے

کے لئے اس کے تمام اخراجات برداشت کرنے اور ان کو اپنا ولی وارث بنانے کے پیشکش کرتے ہیں۔ کبھی زلزلہ اور دیگر آفات سے متاثرہ خاندان کے تن تنہا بچنے والے بچوں کو حاصل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، اور ایک صورت یہ بھی اختیار کر لیتے ہیں کہ ایدھی سنٹر اور ایسے فلاحی اداروں سے جو لاوارث بچوں کی کفالت کرتے ہیں، بچوں کو لے کر اپنا بچہ بنالیتے ہیں۔ اس طرح بچہ لینے کو عربی میں تبنّی اور ایسے بچے کو متبنّیٰ کہتے ہیں ،جب کہ اردو میں اس کو "بچہ گود لینا "اور بچے کو "لے پالک" کہا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لے پالک (متبنّیٰ) کو اپنے طرف منسوب کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟اسی طرح اس کی اپنے منہ بولے ماں باپ سے وراثت ، نکاح ، پردے ، وصیّت وغیرہ کے بارے میں شرعی احکامات کیا ہیں ؟ یہ ایک تحقیق طلب موضوع ہے ، لہٰذا لے پالک کے چیدہ چیدہ اور ضروری مسائل و احکام تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ شریعت کے احکامات پر عمل کرنے میں آسانی ہو اور غیر شرعی امور سے اجتناب کیا جاسکے۔

متبنّیٰ (لے پالک) کی لغوی و اصطلاحی تعریف

متبنّیٰ بابِ تَفَعُّلُ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے ،اس کا مصدر تبنّی ہے جس کا لغوی معنی ہے بیٹا بنانا ،مُتَبَنِّی اسم فاعل بمعنی بیٹا بنانے والا اور مُتَبَنّیً اسم مفعول کا معنی ہے وہ شخص جس کو بیٹا بنایا گیا ہو۔ اصطلاح میں تبنی کسی شخص کا دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنانے کو کہتے ہیں۔ "الموسوعة الفقهية الكويتية" میں بیان ہوا ہے:

> التبني: اتخاذ الشخص ولد غيره ابنا له، وكان الرجل في الجاهلية يتبنى الرجل، فيجعله كالابن المولود له، ويدعوه إليه الناس، ويرث ميراث الأولاد.وغلب في استعمال العرب لفظ (ادعاء) على التبني،إذا جاء في مثل (ادعى فلان فلانا) ومنه (الدعي) وهو المتبنى، قال الله تعالى:[وما جعل أدعياءكم أبناءكم[10]
>
> کہ تبنی کسی آدمی کا دوسرے شخص کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنانے کو کہتے ہیں۔ جاہلیت میں آدمی دوسرے کو اپنے پیدائشی بیٹے کی طرح قرار دیتے اور لوگ انہی کی طرف نسبت کرکے پکارتے اور اپنی حقیقی اولاد کی طرح میراث لیتے۔ عرب میں لفظ اِدّعاء کا استعمال تبنی میں ہونے لگا اور اسی سے دِعِیٌّ بھی ہے بمعنی متبنّیٰ اور اس کی جمع اَدْعِیَاءُ آتا ہے۔

گود لینے کا حکم:

کسی بچے کو اپنا لے پالک بچہ قرار دینے کا کیا حکم ہے ؟ فقہاء نے تو نہ اس کی صراحتاً اجازت دی ہے اور نہ ہی صراحتاً منع کیا ہے ، البتہ اگر ہم مختلف احادیث پر غور کریں تو اس سے کچھ راہنمائی مل سکتی ہے۔ اس سلسلے میں احادیث دو طرح کی ہیں :

ایک تو وہ روایات ہیں جس میں ماں اور اس کے بچے کے درمیان تفریق اور جدائی سے منع کیا گیا ہے۔ ماں کی مامتا کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اس کا شیر خوار بچہ جدا نہ کیا جائے ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ بیان فرماتے ہوئے ماں کی مامتا اور محبت کا تذکرہ کچھ یوں کرتے ہیں: "ادھر موسی کی والدہ کا دل بے قرار تھا۔ قریب تھا کہ وہ یہ سارا راز کھول دیتیں، اگر ہم نے ان کے دل کو سنبھالا نہ ہوتا، تا کہ وہ (ہمارے وعدے پر) یقین کیے رہیں۔ اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ اس کا حال جاننے کیلئے چنانچہ وہ چلی گئی اور اس کو دور سے اس طرح دیکھتی رہی کہ ان لوگوں کو پتہ نہ چلنے پائے"۔[11] اسی طرح ایک روایت میں نبی علیہ السلام کا فرمان کچھ یوں ہیں: عن أبي أيوب، قال: سمعت رسول الله

صلى الله عليه وسلم يقول: ''من فرق بين والدة وولدها فرق الله بينه وبين أحبته يوم القيامة''۔[12]

حضرت ابوایوب سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی ماں اور اس کے بچوں کو جدا کرے گا۔ اللہ قیامت کے دن اسے اس کے محبوب لوگوں سے جدا کر دے گا۔

عن علي، قال: بعث معي النبي صلى الله عليه وسلم بغلامين سبيين مملوكين أبيعهما، فلما أتيته قال: ''جمعت أم فرقت؟'' قلت: فرقت، قال: ''فأدرك أدرك''۔[13]

حضرت علیؓ کو نبی علیہ السلام نے دو غلام (جو آپس میں رشتہ دار تھے) دے کر بھیجا، تو جب واپس آئے، نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ دونوں کو اکٹھا بیچا یا الگ الگ کر کے حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ الگ الگ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ان کو واپس لو اور اکٹھا فروخت کرو۔

أن زيد بن حارثة قدم يعني من أيلة فاحتاج إلى ظهر، فباع بعضهم، فلما قدم على النبي صلى الله عليه وسلم رأى امرأة منهم تبكي، قال: ''ما شأن هذه؟'' فأخبر أن زيدا باع ولدها، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ''اردده أو اشتره''۔[14]

حضرت زید بن حارثہؓ نے سواری خریدنے کے لئے کچھ غلام بیچے جو وہ ''ایلہ'' سے لائے تھے، جب نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو ان قیدیوں میں سے ایک عورت رو رہی تھی، نبی علیہ السلام نے ان کے رونے کے بارے میں پوچھا، تو عرض کیا گیا کہ حضرت زید نے اس کا بیٹا بیچا ہے، نبی علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو لوٹاؤ یا فرمایا کہ اس کو واپس خریدو۔

نبی علیہ السلام نے تو انسانوں کے علاوہ پرندوں سے بھی اس کے بچوں کو جدا کرنے پر صحابہ کرامؓ کو تنبیہ فرمائی ''ابوداؤد شریف'' میں روایت ہے:

عن عبد الرحمن بن عبد الله، عن أبيه، قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فانطلق لحاجته فرأينا حمرة معها فرخان فأخذنا فرخيها، فجاءت الحمرة فجعلت تفرش، فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ''من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها إليه''۔[15]

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ سفر میں تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا زمین پر گر کر پر بچھانے لگی اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا اس کا بچہ پکڑ کر کس نے اس کو بے قرار کیا؟ اس کا بچہ اس کو دیدو۔

ان روایات سے پتہ چلا کہ اگر کسے بچے کی ماں موجود ہو، تو اس کے بچے کو اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی اور کو لے پالک کے طور پر دینا درست نہیں۔

اور اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو کہ یتیم ہے اور اس کا دنیا میں کوئی صحیح تربیت اور پرورش کرنے والا نہیں تو ایسی صورت میں اس کو گود لے کر اس کا پرورش کرنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا باعث ثواب ہوگا، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

سهل بن سعد، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ''أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا'' وقال بإصبعيه السبابة والوسطى۔[16]

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی نگرانی کرنے والے جنت میں اس طرح

(قریب) ہوں گے اور آپ نے سبابہ اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اس کی نزدیکی بتائی۔

عن عبد الله بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من عال ثلاثة من الأيتام كان كمن قام ليله وصام نهاره، وغدا وراح شاهرا سيفه في سبيل الله، وكنت أنا وهو في الجنة أخوين كهاتين أختان" وألصق إصبعيه السبابة والوسطى"۔[17]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص تین یتیموں کی کفالت اور پرورش کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر قیام کرے دن بھر روزہ رکھے اور صبح و شام تلوار سونت کر اللہ کے راستہ میں جائے اور میں اور وہ جنت میں بھائی ہوں گے ان دو بہنوں کی اور (یہ کہہ کر) آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ملادی۔

لے پالک کا نسب:

جب کوئی جوڑی کسی بچے کو گود لے کر لے پالک بناتے ہیں، تو عموماً اس بچے کو زمانہ شیر خوارگی میں لے کر اپنی طرف نسبت کرتے ہیں، اسی طرح جملہ کاغذات ودستاویزات (برتھ سرٹیفکیٹ، ڈومیسائل، شناختی کارڈ، نکاح فارم اور تعلیمی کاغذات) میں بچے کے حقیقی باپ کی بجائے پرورش کرنے والے کا نام لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اس بچے کو تاحیات اپنے حقیقی والدین کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا اور اپنی نسبت پالنے والے کی طرف کرتے ہے۔

ظہورِ اسلام سے پہلے اور اسلام کی ابتداء میں عربوں میں گود لینے کا رواج اور دستور تھا، حضرت زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کے غلام تھے، ان کے والد اور چچا کو جب ان کے بارے میں پتہ چلا تو ان کو لینے کے لئے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو جانے کا اختیار دے دیا، لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے ان کی جان نثاری سے خوش ہوکر ان کو آزاد کیا اور ان کو اپنا لے پالک (منہ بولا) بیٹا بنا کر زید بن محمد قرار دیا۔ لوگ اس کو زید بن محمد کہنے لگے، کیوں کہ لے پالک بچوں کی نسبت اپنے باپ کی بجائے ان کے پالنے والے اور تربیت کرنے والے کی طرف کی جاتی تھی اور یہ کوئی عیب بھی شمار نہیں ہوتا۔ اسلام نے جس طرح اور بہت سے معاشرتی برائیاں دور کیں اسی طرح غلط نسبت اور نسب کے خلط ملط ہونے کی برائی بھی دور کی اور اس کی ابتدا کہیں اور سے نہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے شروع فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ (لے پالک) کے بارے میں صریح حکم نازل فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ... اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾[18]

اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے۔ تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

من ادعى إلى غير أبيه، وهو يعلم فالجنة عليه حرام۔[19]

کہ جو شخص کسی غیر شخص کو اپنا باپ بنالے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے۔

ان آیات اور احادیث کے ذریعہ یہ بات واضح کردی گئی کہ بچے اپنے باپ کی طرف منسوب کئے جائیں گے، گود لینے والوں کی طرف ان کی نسبت کرنا اور کاغذات وغیرہ میں ان کا نام لکھنا جائز نہیں۔ نیز اس سے نسب کا ضیاع بھی لازم آتا ہے جب

اسلام میں نسب کی حفاظت اور اس کی اہمیت اور اس کے اختلاط اور اشتباہ سے بچنے کی تاکید کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فلا يسقين ماءه زرع غيره"۔[20]

کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پانی سے کسی اور کی فصل سیراب نہ کرے۔

یعنی اپنا نطفہ کسی اور کی بیوی کے رحم میں نہ ڈالے۔اسی طرح عدت کے دوران آگے نکاح کرنے کو ناجائز اور باطل قرار دیا ہے۔تاکہ ایک ہی رحم میں دو آدمیوں کا نطفہ جمع ہو کر نسب خلط ملط نہ ہو اور نسب کی حفاظت کی جاسکے۔

لے پالک سے پردے کا حکم:

لے پالک کو چونکہ پالنے والے اپنا بیٹا یا بیٹی سمجھتے ہیں، اس لئے جوان ہونے کے بعد گھر والے مرد و خواتین ان سے پردہ نہیں کرتے، جب کہ لے پالک شرعاً اجنبی کے حکم میں ہوتا ہے، لہٰذا بلوغت کے بعد ان سے پردہ کرنا فرض ہے۔قرآن کریم میں خواتین کو حکم دیا کہ نامحرموں کے سامنے اپنے اعضاء اور زیب وزینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ ﴿ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِیَّةِ الۡاُوۡلٰی ﴾۔[21]

اور قدیم زمانہ جاہلیت کے موافق بناؤ سنگھار کرکے مت پھرو۔

اسی طرح مؤمنین کو نظر جھکانے کا حکم ہے تاکہ وہ اجنبی نامحرم عورتوں کو نہ دیکھ سکیں:

﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ؕ ذٰلِكَ اَزۡكٰی لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾﴾[22]

مومن مردوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہی ان کے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔وہ جو کارروائیاں کرتے ہیں اللہ ان سب سے پوری طرح باخبر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی نامحرم مرد اور عورت کی خلوت (تنہائی) سے منع فرمایا:

"روي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان"۔[23]

جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی تنہا عورت کے پاس ہو تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔اسی طرح ایک اور روایت میں فرمایا:

عن عقبة بن عامر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: "إياكم والدخول على النساء" فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله، أفرأيت الحمو، قال: "الحمو الموت"۔[24]

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس داخل ہونے سے پرہیز کرو ایک انصاری شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حمو (یعنی شوہر کا باپ، بھائی اور عزیز و اقارب) کے بارے میں ارشاد ہے۔آپ نے فرمایا کہ حمو تو موت ہے۔

لے پالک کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم:

عموماً یہ ہوتا ہے کہ لے پالک کے جوان ہونے کے بعد چونکہ اس کو اپنی حقیقی اولاد ہی کی طرح سمجھا جاتا ہے، اس لئے ان سے پالنے والے (خود) اور ان کی اولاد کے ساتھ لے پالک کے نکاح کو معیوب اور ناجائز سمجھا جاتا ہے، حالانکہ شرعاً ان کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی ممانعت نہیں، جس طرح دیگر لوگوں کے ساتھ ان کا نکاح کرنا جائز ہے بعینہٖ اسی طرح پالنے والوں اور ان

کی اولاد وغیرہ کے ساتھ بھی جائز ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے جب حضرت زینب بنت جحشؓ کو طلاق دی، تو عرب کے عرف ورواج کے مطابق ان کے ساتھ نبی علیہ السلام کا نکاح کرنا معیوب اور ناجائز شمار ہوتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس رسم بد کو ختم کرنے کے لئے حضرت زینبؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے خود کرایا، اور اس کو قرآن میں بطور قانون ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ [25]

پھر جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کرلیا تو ہم نے اس سے تمہارا نکاح کرادیا، تاکہ مسلمانوں کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں اس وقت کوئی تنگی نہ رہے جب انہوں نے اپنی بیویوں سے تعلق ختم کرلیا ہو۔ اور اللہ نے جو حکم دیا تھا اس پر عمل تو ہو کر رہنا ہی تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محرمات کو بیان کرنے کے بعد دیگر عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۗءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ﴾ [26]

ان عورتوں کو چھوڑ کر تمام عورتوں کے بارے میں یہ حلال کر دیا گیا ہے کہ تم اپنا مال (بطور مہر) خرچ کر کے انہیں (اپنے نکاح میں لانا) چاہو، بشرطیکہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کا رشتہ قائم کر کے عفت حاصل کرو۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیت:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ﴾ [27]

دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں۔

ان آیات کے عموم سے بھی مرد کے لئے محرم خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کے ساتھ اور اس طرح عورت کے لئے بھی اپنے محارم کے علاوہ دیگر مردوں کے ساتھ نکاح کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

لے پالک کا میراث میں حقدار بننے کا حکم:

جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ لے پالک بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح وراثت کا حقدار ہوتا یعنی اگر اس کا پالنے والا مر جاتا تو یہ منہ بولا بیٹا اس کا وارث ہوتا اور اگر یہ پہلے مرتا تو پالنے والا اس کے وراثت کا حقدار ہوتا، چنانچہ "المفصّل فی تاریخ العرب" میں ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

"ويرث في شريعة أهل الجاهلية المُتبَنوّن. فإذا مات المُتبنى وترك إرثاً ورثه من تبناه، وان مات المتبني، أيَ الشخص الذي تبنى المتبنى، ورثه أيضا تماماً كا لو كانت البنوة بنوة طبيعية.حتى إنهم كانوا يراعون ذلك في أحكام الزواج"۔[28]

کہ لے پالک اہل جاہلیت کے شریعت اور قانون میں میراث لیتے، پس اگر متبنّٰی (لے پالک) ترکہ چھوڑ کر مرتا، تو پالنے والا وارث ہوتا اور اگر پالنے والا مرتا تو لے پالک وراثت لیتا، جس طرح حقیقی اور طبعی باپ بیٹا ہوتے ہیں، یہاں تک کہ شادی کے احکام میں بھی اس کی رعایت کرتے تھے۔

یہ تو جاہلیت کا طریقہ کار تھا، لیکن اسلام نے جب اس طریق کار کو شرعاً غیر معتبر قرار دیا تو اس سے متعلقہ تمام احکام بھی خود بخود غیر معتبر ہوگئے، لہٰذا ہماری شریعت میں لے پالک احکام میراث میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں، بلکہ میراث میت کے ان حقیقی ورثہ کو ملے گی جن کے لئے قرآن میں حصے مقرر کئے گئے ہیں اور اگر ان سے زائد ہو جائے تو پھر قریبی عصبات کو ملے

گی۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ألحقوا الفرائض بأهلها، فما بقي فهو لأولى رجل ذكر"۔[29]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ فرائض اس کے مستحقین کو پہنچادو جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔

لے پالک کے میراث کے حقدار نہ ہونے کو بیان کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"والمتبنیٰ لایلحق فی الأحکام بالابن فلایستحق المیراث ولایرث عن المدعی"۔[30]

کہ متبنّیٰ احکام میں حقیقی بیٹے کے ساتھ لاحق نہ ہوگا، نہ ان سے میراث لی جائے گی اور نہ یہ مدعی (پالنے والے) کا وارث ہوگا۔

لے پالک کے لئے وصیّت کرنے کا حکم:

اسلام میں انسان مرتے وقت اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے لئے جو وراثت کے حقدار ہوتے ہیں وصیّت نہیں کرسکتا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن شرحبيل بن مسلم،سمعت أبا أمامة، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه فلا وصية لوارث"۔[31]

شرحبیل بن مسلم، حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے (یعنی آیت میراث میں ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا) لہٰذا اب وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔

البتہ ان لوگوں کے لئے جو میت کے وارث نہیں بنتے ،مال کے ایک تہائی تک وصیت کرنا جائز ہے، لہٰذا متبنّیٰ (منہ بولا بیٹا) کے لئے اگر پالنے والا وصیت کرنا چاہے، تو مال کی ایک تہائی تک کرسکتا ہے۔

عورت کا لے پالک کے ساتھ حج کے لئے جانے کا حکم:

اگر کسی عورت کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ باآسانی حج کے اخراجات برداشت کرسکتی ہو، لیکن ان کا کوئی قریبی محرم رشتہ دار نہ ہو تو اس صورت میں بعض خواتین منہ بولے بیٹے (لے پالک) کو محرم سمجھتے ہوئی ان کے ساتھ حج کرنے کے لئے جاتی ہے، یا پرورش کرنے والا مرد اپنی منہ بولی بیٹی کو حج و عمرہ کے لئے ساتھ لے جاتا ہے، لیکن شرعاً ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیوں کہ لے پالک محرم نہیں، اور اسلام میں کسی عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے، خواہ وہ سفر حج کیوں نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن عبد الله بن عمر،عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "لا يحل لامرأة، تؤمن بالله واليوم الآخر،أن تسافر مسيرة ثلاث ليال، إلا ومعها ذو محرم"۔[32]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جو کہ اللہ عزوجل پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

نتائج البحث:

1۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت "اولاد کا ہونا" ہے۔

2۔ فقہاء نے کسی بچے کو اپنا لے پالک قرار دینے کی نہ صراحتاً اجازت دی ہے اور نہ صراحتاً منع کیا ہے۔

3۔ اگر کسی بچے کی ماں موجود ہو، تو اس کے بچے کو اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی اور کو لے پالک کے طور پر دینا درست نہیں۔

4۔ اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو کہ یتیم ہے اور اس کا دنیا میں کوئی صحیح تربیت اور پرورش کرنے والا نہیں تو ایسی صورت میں اس کو گود لے کر اس کا پرورش کرنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا باعث ثواب ہے۔

5۔ گود لینے والوں کی طرف لے پالک کی نسبت کرنا اور کاغذات وغیرہ میں ان کا نام لکھنا جائز نہیں۔

6۔ لے پالک شرعاً اجنبی کے حکم میں ہے اس کی بلوغت کے بعد گود لینے والے گھر کے افراد کا ان سے پردہ کرنا فرض ہے۔

7۔ پالنے والوں اور ان کی اولاد کے ساتھ لے پالک کا نکاح کرنا جائز ہے۔

8۔ شریعت میں لے پالک احکام میراث میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں، لہٰذا میراث میت کے ان حقیقی ورثہ کو ملے گی جن کے لئے قرآن میں حصے مقرر کئے گئے ہیں اور اگر ان سے زائد ہو جائے تو پھر قریبی عصبات کو ملے گی۔

9۔ متبنّیٰ (لے پالک) کے لئے اگر پالنے والا وصیت کرنا چاہے، تو مال کی ایک تہائی تک کر سکتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

حاصل کلام یہ کہ متبنّیٰ (لے پالک) بنانے اور گود لینے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، اس لئے ایسے بچوں کو اپنے حقیقی والدین کی طرف نسبت کی جائے، اور ان ہی کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ ان کے اور ان کے پرورش کرنے والے افراد کے درمیان حقیقی اور فطری رشتہ نہیں، اس لئے ان پر حقیقی اولاد کے احکامات جاری نہیں ہوں گے، بلکہ یہ پرورش کرنے والوں کے لئے احکام شرعیہ میں اجنبی اور غیر محرم کے مانند ہیں، اس لئے ان سے پردہ کرنا واجب ہے، اور ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، نیز ان کے اور ان کے پرورش کرنے والوں کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی اور ان کے لئے وصیت کرنا جائز ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی حوالہ جات

[1] البقرۃ:۲۹

Al-Baqarah, Verse:29

[2] ابن ابی حاتم، ابو محمد عبدالرحمن بن محمد الرازی، تفسیر القرآن العظیم، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، السعودیۃ، ۱۴۱۹ھ، ج:۱، ص:۷۵

Ibn-e-Abī Ḥatim, Abū Muḥammad ʻbd Al-Rahmān bin Muḥammad Al-Rāzī, Tafsīr al-Qruān al-ʻaẓīm, (Maktabah Nazzār Muṣṭafā al-Bāz, Al-Saʻūdiyyat:1419ah), Vol:01, PP:75

[3]۔ مریم: ۲، ۳، ۴، ۵، ۶

Maryam, Verse: 2-6

[4]۔ هود: ۶۹

Hūd, Verse:69

[5]۔ هود: ۷۱

Hūd, Verse:71

[6]۔ الشوریٰ: ۴۹، ۵۰

Al-Shūrā, Verse: 49,50

[7]۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی، السنن الکبریٰ، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع اول، ۱۴۳۱ھ، ۲۰۰۱ء، ج:۶، ص: ۶۵

Nisā,ī, Abū 'bd al-Raḥmān Aḥmad bin Shu'yb bin 'ly, Al-Sunan al-Kubrā, (M,assisah al-risālah, Berūit, Edition 1st , 2001ac), Vol:06,PP:65

[8]۔ طبرانی، ابولقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، مکتبۃ ابن تیمیہ القاھرہ مصر، طبع ثانیہ، سن طباعت نامعلوم، ج:۱۹، ص: ۴۱۶

Al-Ṭibrānī, Sulaīmān bin Aḥmad, Al-Mu'jam Al-Kabīr, (Maktabah Ibn-e-Taīmiyyah, (Al-Qāhirah, Egypt:Edition 2nd),Vol:19,PP:416

[9]۔ زمخشری، جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمرو، اساس البلاغۃ، مطبعۃ المدنی، قاہرہ مصر، ۱۹۹۱ء، ج:۱، ص: ۴۸۰

Zmakhsharī, Jār Allāh Abū al-Qāsim Maḥmūd bin 'amr, Asās al-Balāghat, (Maṭba'at al-Madnī, Qāhirat, Egypt, 1991ac), Vol:01,PP:480

[10]۔ وزارۃ الشئون والاوقاف کویت، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، وزارۃ الشئون والاوقاف، کویت، ۱۴۲۷ھ، ج:۱۰، ص: ۱۲۰

Al-Mawsū't al-Fiqhiyyat al-Kwaitiyyat, Compiled by Group of Islamic Scholars, (Wizārat al-Awqāf wa al-sh,ūn al-Islāmiyyat, Al-Kwait, 1427ah), Vol:10,PP:120

[11]۔ القصص: ۱۰، ۱۱

Al-Qaṣaṣ, Verse:10,11

[12]۔ ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی، مکتبۃ المصطفیٰ البابی الحلبی مصر، طبع دوم، ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء، ج: ۴، ص: ۱۳۴

Al-Tirmzī, Muḥammad bin 'īsā, Al-Jām' al-tirmzī(Maktabah al-Muṣṭfā al-Bābī al-Ḥalbī, Egypt: Edition 2nd , 1975ac), Vol:04,PP:134

[13]۔ ابن ابی شیبہ ،ابوبکرابن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد، الکتاب المصنّف فی الاحادیث والآثار، دارالرشد ، ریاض السعودیہ، ۱۴۰۹ھ، ج: ۴، ص: ۵۲۶

Ibn-e- Abī Shybat, Abū Bakar ibn-e-Abī Shybat 'bd Allāh bin Muḥammad, Al-Kitāb Al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa al-Aāthār, (Dār al-Rushd, Riyāḍ, al-Sa'ūdiyyah,1409ah),Vol:04,PP:526

[14]۔ ایضاً

Ibid

[15]۔ ابُوداوُد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریۃ بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج: ۳، ص: ۵۵

Abū Dāūd,Sulymān bin Ash'ath al-Sajastānī,Sunan Abū Dāūd,(Al-Maktabah Al-'ṣriyyah, Berūit), Vol:03,PP:55

[16]۔ امام بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ بیروت، طبع اوّل، ۱۴۲۲ھ، ج: ۸، ص: ۹

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Ṭwq al-Najāt,Berūit, Egypt:1422ah),Vol:08,PP:09

17۔ابن ماجۃ،القزوینی،ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیۃ بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج: ۲ص: ۱۲۱۳
Ibn-e-Mājah,Abū ʻbd Allāh Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn-e-Mājah, (Dar Iḥyā, al-Kutub al-ʹrabiyyat Berūit,1404ah), Vol:02, PP:1213

18۔الاحزاب: ۳،۴

Al-Aḥzāb, Verse: 3,4

19۔بخاری، صحیح البخاری، ج: ۵، ص: ۱۵۶

Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī,Vol:03,PP:171

20۔ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنّف فی الاحادیث والآثار (المعروف مصنف ابن ابی شیبہ)، ج: ۴، ص: ۲۸
Ibn-e- Abī Shybat, Al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa al-Aāthār,Vol:04,PP:28

21۔الاحزاب: ۳۳

Al-Aḥzāb, Verse:33

22۔النور: ۳۰

Al-Nūe, Verse:30

23۔ترمذی، سنن الترمذی، ج: ۳، ص: ۴۶۶

Tirmezī, Sunan Al-Tirmezī, Vol:03,PP:466

24۔ ترمذی، سنن الترمذی، ج: ۳، ص: ۴۶۶

Tirmezī, Sunan Al-Tirmezī, Vol:03,PP:466

25۔الأحزاب: ۳۷

Al-Aḥzāb, Verse:37

26۔النساء: ۳

Al-Nisā,, Verse:03

27۔النساء: ۲۴

Al-Nisā,, Verse:24

28۔جواد علی، الدکتور، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، دارالساقی، بیروت، ۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء، ج: ۶، ص: ۳۳۶
Dr.Jawād #lī, Al-Mufaṣṣal fī Tārīkh al-ʹarab Qabl al-Islām, (Dār al-Sāqī, Berūit:2001ac), Vol:06,PP:336

29۔بخاری، صحیح البخاری، ج: ۸، ص: ۱۵۰

Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī,Vol:08,PP:150

30۔ عثمانی، محمد شفیع، احکام القرآن، ادارۃ القرآن، کراچی، سن طباعت نامعلوم، ج: ۳، ص: ۲۹۱
ʻuthmanī, Muḥammad Shafī', Aḥkām al-Qurān, (Idārat al-Qurān, Karāchī),Vol:03,PP:291

31۔ ابوداؤد، سنن أبي داؤ، ج: ۳، ص: ۱۱۴

Abū Dāūd,Sunan Abū Dāūd,Vol:03,PP:114

32۔ امام مسلم، القشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج النیسابوری، صحیح مسلم، داراحیا التراث العربی بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج: ۲، ص: ۹۷۵
Imām Muslim, Abū al-Ḥusain Muslim bin Ḥajjāj al-Nīshāpūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār Iḥyā, al-Turāth al-ʹarabī, Berūit),Vol:02,PP:975